تالیف و ترجمہ : قاضی محمد رویس خان ایوبی

عدالتی تحفظات اسلام کی نظر میں (۱۲)

تیسری اختلافی شرط : آزاد ہونا

تیسری شرط جس میں فقہا کا اختلاف ہے' "حریت" ہے۔ فقہائے اسلام نے اس شرط میں دو آرا کا اظہار کیا ہے۔ جمہور اہل سنت کے نزدیک غلام منصب قضا کا اہل نہیں' لہٰذا اسے قاضی مقرر نہیں کیا جا سکتا۔ حنفی' مالکی' شافعی' حنبلی چاروں مذاہب فقیہ کا اس پر اتفاق ہے۔ (۱)

غیر مقلدین کے سرخیل امام ابن حزمؒ الظاہری نے غلام کی تقرری کو جائز قرار دیا ہے۔ (۲)

جمہور اہل سنت نے قرآن کریم کی حسب ذیل آیات سے استدلال کیا ہے:

وا شھدوا ذوی عدل منکم۔(۳) وا ستشھدو ا شھیدین من رجالکم۔ (۴)

ان دونوں آیات کریمہ میں شہادت کیلئے "عدالت" کو شرط قرار دیا گیا ہے اور شرعی ضوابط کے مطابق "عدالت" کی شرائط حسب ذیل ہیں: مرد ہونا' بالغ ہونا' عاقل ہونا' آزاد ہونا' لہٰذا اگر "شاہد" (گواہ) میں مندرجہ بالا شرائط نہ پائی جائیں تو اس میں عدالت کی شرط متحقق نہ ہو گی اور اس کی گواہی قابل قبول نہ ہو گی۔ چنانچہ غلام میں "حریت" کی شرط مفقود ہے' لہٰذا تمام فقہائے اسلام اس بات پر متفق ہیں کہ مسلمانوں کے مقدمات میں گواہ کا آزاد ہونا' مسلمان ہونا' عاقل ہونا' شرط ہے۔ (۵)

جمہور اہل سنت نے قرآن کریم کے علاوہ قیاس سے بھی استدلال کرتے ہوئے غلام کی تقرری کو ناجائز قرار دیا ہے۔ ان کا کہنا ہے کہ منصب قضا پر فائز ہونے کے لئے

"اہلیت شہادت" ضروری ہے اور قضا ولایت ہے' جبکہ غلام اپنے آپ پر حق ولایت کا مالک نہیں چہ جائیکہ وہ دوسروں کی سربراہی کا اہل ہو۔ غلامی قبول شہادت کیلئے مانع ہے اور جس کی شہادت قابل قبول نہ ہو وہ قاضی کیسے بن سکتا ہے۔ غلامی خواہ کسی بھی قسم کی ہو' منصب قضا پر فائز ہونے میں رکاوٹ ہے۔ خواہ وہ مدبر ہو یا مکاتب' یا مبعض۔ (۶) ان میں سے کوئی بھی قاضی نہیں بن سکتا۔ کیوں کہ یہ لوگ "حریت کاملہ" سے محروم ہیں۔

غیر مقلدین نے غلام کو منصب قضا پر فائز کئے جانے کو جائز قرار دیتے ہوئے قرآن و سنت سے استدلال کیا ہے۔ قرآن کریم میں ارشاد ہے:

ولتکن منکم امۃ یدعون الی الخیر و یامرون بالمعروف وینھون عن المنکر(۷)

اس آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے پوری امت مسلمہ سے خطاب فرماتے ہوئے امربالمعروف اور نہی عن المنکر کا فریضہ انجام دینے کا حکم دیا ہے' آزاد' غلام 'مرد' عورت کی کوئی تخصیص نہیں کی گئی ۔ قضا بھی چونکہ امربالمعروف ہی کا ایک اہم ترین شعبہ ہے' لہٰذا لوگوں کے تنازعات کا فیصلہ' مظلوم کی داد رسی سب سے اہم کام ہے۔ اور چونکہ آیت مبارکہ میں امربالمعروف کے قیام کیلئے غلامی کو مانع قرار نہیں دیا گیا' لہٰذا غلام منصب قضا پر فائز ہو کر اس اہم فریضے کی انجام دہی کر سکتا ہے' کیونکہ آیت میں کسی خاص گواہ کو امربالمعروف کا ذمہ دار نہیں ٹھہرایا گیا بلکہ تمام مسلمان اس آیت کے عموم میں شامل ہیں۔ (۸)

غیر مقلدین نے غلام کی تقرری کے سلسلہ میں سنت نبویہ سے بھی استدلال کیا ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

اسمعوا و اطیعوا وان استعمل علیکم عبد حبشی کان راسہ زبیبۃ

"اطاعت کرو اور حکم بجا لاؤ' چاہے تمہارا حاکم کالا کلوٹا غلام کیوں نہ ہو جس کا سر کشمش کی طرح چھوٹا سا ہو"۔ (۹)

اس حدیث پاک سے معلوم ہوا کہ جائز امور میں حاکم وقت کی اطاعت واجب ہے' خواہ وہ آزاد ہو یا غلام اور غلام بھی ایسا کہ شکل و صورت کے اعتبار سے قبیح المنظر

ہو تب بھی بطور حاکم، اسلام کے نزدیک اس کی اطاعت واجب ہے۔ اگر غلام حاکم بن سکتا ہے تو قاضی کیوں نہیں بن سکتا۔

مولف کی رائے

راقم الحروف کی رائے یہ ہے کہ جمہور اہل سنت کا مسلک درست ہے۔ غیر مقلدین کی رائے نہایت کمزور ہے کیوں کہ نبی پاک کا فرمان صرف اہمیت اطاعت کے اظہار کیلئے ہے نہ کہ امر واقع کیلئے۔ غلاموں کے جو احکام احادیث نبویہ اور فقہ اسلامی سے ثابت ہیں ان کی رو سے بھی غلام کسی منصب کا اہل نہیں کیوں کہ وہ اپنے آقا اور مالک کی خدمت میں مشغول ہوتا ہے۔ ملازم سرکار غلام نہیں ہوتا، اس نے صرف اپنا وقت اجرت پر دیا ہوتا ہے، مگر اس کے باوجود وہ کوئی دوسری ملازمت اختیار نہیں کر سکتا، نہ تجارت کر سکتا ہے اور نہ حکومت کی اجازت کے بغیر وہ ایک شہر سے دوسرے شہر منتقل ہو سکتا ہے۔ تو غلام بدرجہ اولیٰ پابند ہے کہ وہ اپنے آقا کی رضامندی کے بغیر کوئی کام نہ کرے۔ اور جو شخص کسی کی پابندی کا اسیر ہو وہ کس طرح آزادانہ اور غیر جانبدارانہ فیصلے کر سکتا ہے؟ رہا غیر مقلدین کا قرآن کی آیت سے استدلال تو اس میں بھی مخاطب آزاد لوگ ہیں غلام نہیں۔ فقہ حنفی کے مشہور امام ابو بکر جصاص فرماتے ہیں: "ابتدائے خطاب آیت ذیل میں مومنین سے ہے: یا ایھا الذین امنوا اذا تداینتم بدین الی اجل مسمی فاکتبوہ۔ اس کے بعد ارشاد فرمایا: واستشھدوا شھیدین من رجالکم۔ ان آیات سے دو مطلب اخذ کئے جا سکتے ہیں۔ ایک مطلب یہ کہ رجالکم شاہد کی صفت ہے گویا عبارت یوں ہے من رجال المومنین، اس کا مطلب یہ ہوا کہ "ایمان" شہادت کیلئے شرط ہے جبکہ شہادت مسلمانوں کے مقدمات میں مطلوب ہو۔ دوسرا مطلب یہ کہ حریت بھی شرط شہادت میں سے ہے، کیوں کہ ارشاد خداوندی اذا تداینتم بدین "جب قرض کا لین دین کرو" اور ولیملل الذی علیہ الحق۔ "اور جس پر حق ہو وہ املا کرائے"" یہ آیت صرف آزاد لوگوں کے بارے میں ہے، غلاموں کے بارے میں نہیں، کیوں کہ غلام قرض اور دیگر مالی معاملات کرنے کا مجاز نہیں، اس کا کسی معاملہ میں اقرار اس کے مالک کی اجازت کے بغیر معتبر نہیں ہے۔ اور آیت میں

صرف ان لوگوں سے خطاب ہے جو ایسے معاملات میں قانونی اختیار کے مالک ہوں اور ان کا یہ اختیار کسی دوسرے کی اجازت پر موقوف نہ ہو۔ لہٰذا معلوم ہوا کہ قروض میں بھی غلام کی شہادت قابل قبول نہیں۔ نیز من رجالکم کی قید بھی غلاموں کو خارج کر دیتی ہے۔ جیسے کہ قرآن کریم میں ارشاد ہے: وانکحوا الایامی منکم "بیوگان کے نکاح کرو" یہاں بھی آزاد مراد ہیں' کیوں کہ اس کے فوراً بعد ارشاد فرمایاوالصالحین من عبادکم وامائکم "اور اپنے صالح غلاموں اور لونڈیوں کے نکاح کرو"۔ چنانچہ غلاموں کو آیت کے پہلے حصے میں شامل نہیں کیا گیا' معلوم ہوا کہ معاہدات قرض ہوں یا معاملات نکاح ہوں' یا شہادت' ان تمام امور میں "حریت" شرط ہے۔ حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ شہیدین من رجالکم سے مراد آزاد ہیں، غلام نہیں۔ (۱۰)

غیر مقلدین نے سنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے جو استدلال کیا ہے وہ درست نہیں' کیوں کہ حدیث میں غلام کی فرماں روائی کے سلسلے میں اطاعت کا حکم حاکم اسلام کی اطاعت میں مبالغہ اور تاکید کیلئے کیا گیا ہے۔ جیسے حدیث پاک میں ارشاد ہے: لا ایمان لمن لا حیاء لہ۔ "جس میں حیا نہیں اس کا ایمان نہیں"۔ اس کا یہ مطلب ہرگز نہیں کہ بے حیا مسلمان مرتد ہے۔ بلکہ یہاں حیا کی اہمیت واضح کی گئی ہے۔ اس طرح حدیث اطاعت عبد میں اطاعت امیر میں تاکید کیلئے غلام کو بطور مثال پیش کیا گیا ہے۔ اس کا یہ مطلب نہیں کہ غلام امیر مملکت یا قاضی بن سکتا ہے' کیوں کہ اس پر فقہائے امت اسلامیہ کا اتفاق ہے کہ غلام اپنی جان کا مختار نہیں تو دوسروں پر اسے کس طرح اختیار حاصل ہو سکتا ہے۔ (۱۱)

خلاصہ کلام یہ کہ اس معاملہ میں جمہور علما کا موقف درست ہے اور قاضی کیلئے شرط "حریت" ضروری ہے' کیوں کہ:

۱) غلام اپنے آقا کے حقوق کی ادائیگی کی وجہ سے کوئی دوسرا فریضہ انجام نہیں دے سکتا۔

۲) شرعاً اس کی اہلیت ناقصہ ہے اور ناقص الاہلیتہ گواہ نہیں بن سکتا تو قاضی کیسے بن سکتا ہے۔

۳) نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے دور سے لیکر آج تک کوئی غلام کسی

منصب پر فائز نہیں ہوا۔

یاد رہے کہ موجودہ دور میں غلامی ممنوع قرار دے دی گئی ہے اور معاہدہ جنیوا اور معاہدہ وی آنا ۱۸۱۵ء اور ۱۹۵۶ء کے تحت پوری دنیا میں غلامی پر پابندی لگا دی گئی ہے۔ ان دونوں معاہدوں پر تمام مسلم اور غیر مسلم ممالک نے دستخط کئے' اور یوں پوری دنیا نے متفقہ طور پر غلامی کا خاتمہ کر دیا۔(۱۲)

☆ حوالہ جات ☆

(۱) بدائع الصنائع : ۷/ ۳' تبیین الحقائق : ۴ / ۳۱۸' روضۃ القضاۃ : ۱ / ۵۲' بدایۃ المجتھد : ۲ / ۴۹۹' تبصرۃ الحکام : ۱ / ۱۸' الدسوقی علی الشرح الکبیر: ۴ / ۱۲۹' مغنی المحتاج : ۴ / ۳۷۵' کفایۃ الاخیار: ۲ / ۱۵۸' الشرقاوی علی التحریر: ۲ / ۴۴۲' کشاف القناع : ۴ / ۲۶۴' المغنی مع الشرح الکبیر: ۱۱ / ۳۸۰۔ (۲) المحلی : ۹ / ۳۶۲۔ (۳) سورۃ الطلاق : ۲۔ (۴) سورۃ البقرۃ : ۲۸۲۔ (۵) فتح القدیر : ۷/ ۳۷۷' (۶) مدبر' وہ غلام جس سے مالک نے یہ وعدہ کیا ہو کہ وہ اس کی موت کے بعد آزاد ہو گا۔ مکاتب' وہ غلام جس سے مالک کا یہ معاہدہ ہو کہ اگر وہ اتنی رقم اتنی مدت میں ادا کر دے تو آزاد ہو جائیگا۔ مبعض' وہ غلام جس کا کچھ حصہ آزاد کر دیا گیا ہو۔ (۷) آل عمران : ۱۰۴۔ (۸) تفسیر ابی السعود : ۱ / ۲۵۹۔ (۹) صحیح البخاری : ۲۱/ ۷۰۔ زبیبۃ۔ کشمش' خشک کئے ہوئے انگور ' دیکھئے المصباح المنیر : ۲۹۶۔ (۱۰) احکام القرآن للجصاصؒ : ۲/۲۹۴۔ (۱۱) الاحکام السلطانیہ للماوردیؒ : ۶۵۔ (۱۲) التنظیم القضائی : ۵۵ ۔ سعودی عرب میں غلامی پر ۱۹۶۲ء میں پابندی لگائی گئی' دیکھئے معجزۃ فوق الرمال : ۳۱۸۔

☆ —— مولانا زاہد الراشدی کا موجودہ ایڈریس —— ☆

الشریعہ کے مدیر اعلیٰ مولانا زاہد الراشدی ورلڈ اسلامک فورم کے پروگرام کے سلسلہ میں ۱۵/ جون سے لندن میں مقیم ہیں۔ وہ ستمبر کے آخر تک وہیں رہیں گے۔ اس دوران ان کا قیام مندرجہ ذیل مقام پر رہے گا۔

Masjid Abu-Bakr, 30 villiers road, Soutall, London (s.w.9) U-K. Tel : 081-571-6839 Fax: 081 - 813- 9122